صحیح مسلم کے ابواب وتراجم

مولانا کامران اجمل

حسن ترتیب اور مضامین وموضوعات کی تقسیم ہر کتاب کی نہ صرف ضرورت ہوتی ہے؛ بلکہ اس سے استفادہ کی آسانی اور مطلوبہ مضمون وموضوع تک رسائی کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ موضوعات کے اعتبار سے کتابوں کی تقسیم کا ثبوت خود آسمانی کتابوں سے بھی ملتا ہے؛ بلکہ ان کتابوں کو اس چیز کے لیے بنیاد کہنا چاہیے، مثلاً: زبور سے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے موضوعات ومضامین مواعظ وحکم کے عنوان کے تحت آتے ہیں، یعنی وہ مواعظ وحکم کی کتاب ہے؛ جبکہ تورات وانجیل میں کئی موضوعات تھے، جو مواعظ وحکم کے علاوہ احکام وآداب وغیرہ سے متعلق تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم کے ساتھ جب موضوعات کے اعتبار سے سابقہ کتابوں کا مقارنہ کیا جاتا ہے تو تورات وانجیل کو مقدم ذکر کیا جاتا ہے؛ کیونکہ ان دونوں کتابوں میں موضوعات کی تقسیم اور تنوع کا سلسلہ قرآنِ کریم کے قریب قریب ہے۔(۱)

پھر قرآن کریم میں بھی (سورتوں کی شکل میں) عنوانات موجود ہیں اور یہ عنوانات (سورتوں کے نام) اجتہادی نہیں؛ بلکہ توقیفی ہیں،(۲) کیونکہ جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے ساتھ لکھ دو۔(۳)

معلوم ہوا کہ قرآن میں عنوانات موجود ہیں؛ لیکن قرآن کریم صرف فقہ یا احکام کی کتاب نہیں؛ بلکہ یہ کتاب عام ہدایت کے لیے نازل کی گئی ہے؛ اس لیے اس کے عنوانات میں بجائے فقہی ترتیب کے عام ترتیب اختیار کی گئی ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جو مسائل واحکامات لکھوائے، وہ بھی خاص مسائل پر مشتمل تھے، مثلاً: بعض صحابہ کرام کے پاس دیت کے مسائل تھے۔(۴) بعض کے پاس زکوٰۃ سے متعلق مسائل تھے۔(۵) ان پر اگر عنوانات قائم نہ بھی کیے گئے ہوں؛ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ یہ مسائل یکجا تھے اور صحابہ کرام نے انھیں خاص

نام دیے تھے۔(۶) پھراس کے بعد ائمہ کرام نے جو تصانیف فرمائیں، وہ بھی ابواب پر مشتمل تھیں؛ مگر ابواب کی موجودہ فقہی ترتیب علمائے احناف کا کارنامہ ہے۔(۷) پھر امام مالک نے یہ ترتیب اختیار کی اور یہی ترتیب چلتی رہی، حتیٰ کہ امام بخاریؒ کے ابواب وتراجم ان کا خاصہ شمار ہونے لگے اوران پر باقاعدہ کتابیں لکھی گئیں، تاہم صحیح مسلم کے ابواب کے بارے میں آراء مختلف رہیں کہ اس میں قائم کردہ ابواب امام مسلمؒ کے ہیں یا نہیں، اگرچہ بالاتفاق امام مسلمؒ نے احادیث کو ابواب کی ترتیب پر ذکر کیا، جس میں وہ (بعض کے ہاں) امام بخاریؒ سے سبقت لے گئے؛ کیونکہ امام مسلمؒ نے اس عمدہ انداز میں احادیث کو ذکر کیا ہے کہ ان کی کتاب سے استفادہ بہ نسبت امام بخاریؒ کی کتاب کے آسان ہے،(۸) کیونکہ امام بخاریؒ نے استنباطِ مسائل کے لیے احادیث کے اجزاء کو مختلف ابواب کے تحت ذکر کیا ہے جس سے استفادہ مشکل ہے؛ جبکہ امام مسلمؒ نے تمام روایتیں یکجا جمع کردیں، جس کی وجہ سے استفادہ آسان ہے۔(۹)

صحیح مسلم کے ابواب وتراجم: صحیح مسلم کے عنوانات کس نے قائم کیے ہیں؟ اس بارے میں تین قسم کی رائیں ہیں:

پہلی رائے: دکتور یحییٰ اسماعیل کا خیال ہے کہ صحیح مسلم کے ابواب خود امام مسلمؒ کے قائم کردہ ہیں اور یہ کہنا کہ امام مسلمؒ نے ابواب قائم نہیں کیے، طلبہ کی عمومی اور متخصصین علومِ حدیث کی خصوصی غلطی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"أن الاکمال کشف عما جاء فی بعض النسخ لصحیح مسلم من تبویب وتراجم غابت عن کثیر من الشراح الذین تناولوا النسخ غیر المبوبة، حتی ذاع -خطأ- بین طلبة العلم بعامة، والمتخصصین فی الحدیث وعلومه بخاصة، أن مسلما لم یبوّب کتابه وأن البخاری فضل علیه فی ذلک، وذلک فی مثل ما جاء فی کتاب الطهارة، باب التطییب بعد الغسل من الجنابة، قال: عقبه القاضی: وبهذا بطل من ادعی أن مسلما لم یبوب کتابه"(۱۰)

ان کا استدلال قاضی عیاض کی درج ذیل عبارت سے ہے:

"قال القاضی: ترجم البخاری علی الحدیث: من بدأ بالحلاب والطیب، وقد وقع لمسلم فی بعض تراجمه من بعض الروایات مثل ترجمة البخاری علی هذا الحدیث، ونصه: باب التطییب بعد الغسل من الجنابة"(۱۱)

اس عبارت سے موصوف کا استدلال ہے کہ مذکورہ ابواب خود امام مسلم کے قائم کردہ ہیں۔

علامہ لکھنوی نے "سباحۃ الفکر" میں ایک عبارت ذکر کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس بات کے قائل تھے، لکھتے ہیں:

"والی هذا أشار مسلم فی صحیحه بعنوان الباب"(۱۲)

دوسری رائے: یہ ہے کہ صحیح مسلم میں موجود کتب کے عنوانات خود امام مسلم نے لگائے ہیں اور ذیلی عنوانات امام مسلم

نے خود نہیں لگائے۔ ابوعبیدہ مشہور بن حسن فرماتے ہیں:

"ومن الجدير بالذكر أن مسلماً هو الذي وضع عناوين الكتب الرئيسة في صحيحه" (۱۳)

ان کا استدلال ان کتب میں موجود عنوانات سے ہے، جو انتہائی مقدم مصنّفین کی لکھی ہوئی ہیں:

"ولذا تجد أن لها ذكراً في كتب الأقدمين" (۱۴)

جیسا کہ رجال مسلم پر کلام کرنے والے پانچویں صدی ہجری کے عالم ابن منجویہ (۳۴۷-۴۲۸ھ) کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے، لکھتے ہیں:

"أحمد بن محمد بن حنبل... روى عن: محمد بن جعفر غندر في الايمان، وعن هشيم بن بشير في الايمان، وعن معتمر بن سليمان في الصلاة والجهاد"۔ (۱۵)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"ثابت بن الضمان... روى عنه أبو قلابة في الايمان وعبد الله بن معقل في البيوع" (۱۶)

کتاب کے شروع سے آخر تک تمام راویوں کا ذکر فرما کر یہ نشاندہی کی ہے کہ ان کی روایت فلاں کتاب میں ذکر ہے اور وہ روات انھیں کتب میں موجود ہیں جن کا ذکر موصوف نے کیا ہے؛ البتہ بعض مقامات پر ابن منجویہ کے عنوانات اور صحیح مسلم کے مطبوعہ نسخہ کے عنوانات میں کچھ فرق پایا جاتا ہے، جس کی طرف "الامام مسلم بن الحجاج ومنهجه في الصحيح وأثرها في علم الحديث" کے مؤلف نے اشارہ کیا ہے۔ (۱۷)

تیسری رائے: یہ ہے کہ امام مسلم نے نہ کتب کے عنوانات خود لگائے ہیں اور نہ ہی ابواب کے؛ بلکہ یہ کاوش امام نووی کی ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں:

"ان مسلما رتب كتابه على الأبواب، فهو مبوَّب في الحقيقة، ولكنه لم يذكر تراجم أبواب فيه لئلا يزداد حجم الكتاب أو لغير ذلك وقد ترجم جماعة أبوابه بتراجم بعضها جيد وبعضها ليس بجيد اما القصور في عبارة الترجمة أو لركاكة في لفظها واما لغير ذلك وأنا أحرص على التعبير عنها بعبارات تليق بها في مواطنها" (۱۸)

علامہ شبیر احمد عثمانی کا بیان ہے:

"واعلم أن صحيح مسلم قد قرئ على جامعه مع خلو أبوابه عن التراجم"۔

پھر امام نووی کی مذکورہ بالا عبارت کو بعینہٖ نقل فرما کر آگے لکھتے ہیں:

"والانصاف أنه لم يترجم الى اليوم بما يليق بشأن هذا المصنف الجليل" (۱۹)

ہمارے ہاں برِصغیر پاک و ہند میں بھی یہی بات رائج اور مشہور ہے کہ صحیح مسلم کے ابواب امام نووی نے قائم کیے

ہیں؛ لیکن یہ بات کس حد تک صحیح ہے، اسے ہم آگے ذکر کریں گے۔

پہلی رائے پر تبصرہ: جہاں تک پہلی رائے کا تعلق ہے، تو وہ کئی وجوہات کی بنا پر درست معلوم نہیں ہوتی۔

پہلی وجہ: خود قاضی عیاض نے ذکر فرمایا ہے کہ "وقد وقع لمسلم فی بعض تراجمه من بعض الروایات مثل ترجمة البخاری"(۲۰)

اس عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ عنوانات بعض حضرات کی روایت میں ہیں، دیگر نسخوں میں نہیں ہیں؛ لیکن دکتور یحییٰ اسماعیل نے اپنے مقدمہ میں قاضی عیاض کی عبارت سے عجیب استدلال کیا ہے، موصوف کا بیان ہے:

"ان الاکمال کشف عما جاء فی بعض النسخ لصحیح مسلم من تبویب وتراجم، غابت عن کثیر من الشراح الذین تناولوا النسخ غیر المبوبة"(۲۱)

ملاحظہ فرمائیے کہ عبارت میں خود ذکر کیا "فی بعض النسخ" کہ یہ عنوانات بعض نسخوں میں ہیں، اکثر میں نہیں، جیسا کہ خود صراحت کی کہ "غابت عن کثیرٍ من الشراح" اس کے باوجود دعوی یہ کیا کہ "یہ کہنا کہ صحیح مسلم کے ابواب امام مسلم نے نہیں لگائے، غلطی ہے"۔

یہ استدلال عجیب اس اعتبار سے ہے کہ موصوف نے خود ذکر کیا کہ اکثر شراح کے نسخوں میں عنوانات موجود نہیں، پھر ان اکثر کے مقابلے میں ایک قاضی عیاض کے نسخے میں موجود ہونے سے ترجیح کیسے ثابت ہوئی؟

ایک وجہ ترجیح جو دکتور موصوف نے ذکر کی ہے، وہ یہ ہے کہ قاضی عیاض کے پاس امام مسلم کے شاگردوں کا نسخہ تھا، جس سے انہوں نے صحیح مسلم کو لیا ہے اور اس میں یہ ابواب موجود ہیں:

"لقد حصل القاضی صحیح مسلم المسمی عنده "المسند الصحیح المختصر من السنن،، من نسختین: أولاهما: نسخة الجلودی، وهی روایة عن ابراهیم بن سفیان المروزی عن الامام مسلم، وهی النسخة المعتمدة المشهورة۔ الثانیة: نسخة القلانسی"۔(۲۲)

لیکن یہ بات ترجیح کا سبب نہیں بن سکتی؛ کیونکہ ممکن ہے کہ مذکورہ ابواب امام مسلم کے کسی شاگرد نے لگائے ہوں، نہ کہ امام مسلم نے اور اس پر یہ دلیل بھی ہے کہ دیگر حضرات کے ہاں یہ عنوانات موجود نہیں۔

دوسری وجہ: قاضی عیاض (۵۴۴ھ) کے علاوہ دیگر علماء کی رائے یہی ہے کہ صحیح مسلم ابواب وتراجم سے خالی ہے، جیسا کہ ابن صلاح، علامہ سیوطی اور دیگر حضرات نے ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن صلاح (۶۴۳ھ) لکھتے ہیں:

"ثم ان مسلماً رحمه الله وایانا رتب کتابه علی الأبواب فهو مبوب فی الحقیقة، ولکنه لم یذکر فیه تراجم الأبواب، لئلا یزداد بها حجم الکتاب أو لغیر ذلک وتحریه رحمه الله فیه ظاهر"(۲۳)

امام بقاعی (۸۸۵ھ) فرماتے ہیں:

"انه ليس فيه (مسلم) بعد خطبته الا الحديث الصحيح مسروداً، غير ممزوج بمثل ما فى كتاب البخارى فى تراجم أبوابه من الأشياء التى لم يسندها على الوصف المشروط فى الصحيح، فهذا لا بأس به"(۲۴)

علامہ سیوطی (۹۱۱ھ) کا بیان ہے:

"ان كتاب مسلم يترجح بأنه لم يمازجه غير الصحيح فانه ليس فيه بعد الخطبة الا الحديث الصحيح مسروداً غير ممزوج بمثل ما فى كتاب البخارى فى تراجم أبوابه من الأشياء التى لم يسندها على الوصف المشروط فى الصحيح"(۲۵)

امیر صنعانی (۱۱۸۲ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"تفضيل صحيح مسلم ان كان المراد به أن كتاب مسلم يترجح بأنه لم يمازجه غير الصحيح، قال ابن الصلاح: فانه ليس فيه بعد خطبته الا الحديث الصحيح مسروداً غير ممزوج"(۲۶)

بلکہ خود قاضی عیاض فرماتے ہیں:

"قال الشيخ المحدث أبو مروان الطبنى كان من شيوخى من يفضل كتاب مسلم على كتاب البخارى"(۲۷)

اس عبارت میں تفضیل کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

"وقد وجدت تفسير هذا التفضيل فى فهرست أبى محمد القاسم التجيبى قال كان أبو محمد بن حزم يفضل كتاب مسلم على كتاب البخارى، لأنه ليس فيه بعد خطبته الا الحديث السرد وعندى أن ابن حزم هذا، هو شيخ الطبنى الذى أبهمه القاضى عياض"(۲۸)

یہی بات علامہ لکھنوی (۱۳۰۴ھ) نے لکھی: "كان أبو محمد بن حزم يفضل كتاب مسلم على كتاب البخارى"۔(۲۹)

علامہ سیوطی دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

"ثم انه سلك فى كتابه طريقةً حسنةً بحيث فضل بسببها على صحيح البخارى وذلك انه يجمع المتون بطرقها فى موضع واحد ولا يفرقها فى الأبواب، ويسوقها تامةً ولا يقطعها فى التراجم، ويحافظ على الاتيان بلفظها ولا يروى بالمعنى ولم يخلط معها شيأً من أقوال الصحابة ومن بعدهم، حتى و لا الأبواب والتراجم - كل ذلك حرصا على أن لا يدخل فى

الحديث غيره، فليس فيه بعد المقدمة الا الحديث السرد، ومايوجد فى نسخه من الأبواب مترجمة فليس من صنع المؤلف"(۳۰)

پھر قاضی عیاض کی سابقہ عبارت اور علامہ سیوطی کی وضاحت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ خود قاضی عیاض نے تفضیل مسلم کا مسئلہ ذکر کیا اور اس پر رد بھی نہیں کیا، جو دلیل ہے کہ اس قدر تفضیل کے قاضی صاحب بھی قائل تھے، لہذا یہ دعویٰ کرنا کہ قاضی عیاضؒ اس بات کے قائل ہیں کہ مسلم کے ابواب خود امام مسلمؒ نے قائم کیے، درست معلوم نہیں ہوتا۔

یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ دکتور یحیی اسماعیل نے قاضی عیاضؒ کی طرف جو عبارت منسوب کی ہے کہ قاضی عیاضؒ نے "باب التطييب بعد الغسل من الجنابة" میں فرمایا ہے کہ "وبذلک بطل من ادعى أن مسلما لم يبوب كتابه"۔(۳۱) مذکورہ عبارت اکمال المعلم میں اس باب کے تحت نہیں ملی؛ حالانکہ یہ نسخہ خود دکتور موصوف کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے، پھر بھی یہ عبارت اس میں نہ ملی، ممکن ہے کہ بعض نسخوں میں ہو؛ لیکن اس کی طرف دکتور موصوف کو اشارہ کرنا چاہیے تھا؛ لیکن موصوف نے اشارہ بھی نہ کیا، لہذا معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ عبارت قاضی صاحبؒ کی نہیں؛ بلکہ ان کی عبارت سے دکتور موصوف نے نتیجہ نکالا ہے، جو کہ درست نہیں۔

تیسری وجہ: مسلم شریف کے مخطوطات اور اسی طرح شارحین کے ابواب میں اس قدر تفاوت کا پایا جانا بھی دلیل ہے کہ یہ عنوانات امام مسلمؒ کے لگائے ہوئے نہیں ہیں، مثلاً: علامہ ابو العباس قرطبی کے عنوانات الگ ہیں، امام نوویؒ اور علامہ ابّی کے عنوانات الگ ہیں۔

مخطوطات میں ابن خیر کا نسخہ جو سب سے نفیس مخطوطہ شمار ہوتا ہے(۳۲) اور مکتبۃ القرویین میں موجود ہے، اس میں موجود عنوانات امام نوویؒ کے عنوانات سے مختلف اور زائد ہیں، مثلاً: کتاب التفسیر میں مطبوعہ نسخوں میں ذیلی کوئی عنوان نہیں؛ جبکہ ابن خیر کے مخطوطہ میں کتاب التفسیر میں کئی ابواب قائم کیے گئے ہیں۔

رہی بات علامہ لکھنویؒ کی "سباحۃ الفکر" میں ذکر کردہ عبارت کی تو ممکن ہے کہ موصوف کو ذہول ہو گیا ہو؛ کیونکہ ماقبل میں صحیح مسلم کی صحیح بخاری پر فضیلت کے وجوہات میں یہ بات ان کے حوالے سے گزر چکی کہ امام مسلمؒ کی کتاب میں ابواب نہیں۔

دوسری رائے پر تبصرہ: دوسری رائے ممکن ہے کہ کسی حد تک درست ہو، اسی وجہ سے ان کے قریب زمانے کے مصنفین کی کتابوں میں بھی موٹے موٹے عنوانات کا ذکر ہے، جیسا کہ ماقبل میں ابن منجویہ (۴۲۸ھ) کے حوالہ سے گزرا؛ لیکن یہ بات یقین سے اس لیے نہیں کہی جاسکتی ہے کہ جس طرح یہ امکان ہے کہ امام مسلمؒ نے عنوانات لگائے ہوں، یہ بھی امکان ہے کہ یہ عنوانات ان کے کسی شاگرد نے لگائے ہوں؛ کیونکہ ابن منجویہ براہِ راست امام مسلمؒ کے شاگرد نہیں؛ بلکہ بعد کے ہیں اور ان تک پہنچے ہوئے مخطوطات امام مسلمؒ کے شاگردوں یا ان کے بھی بعد کے لکھے ہوئے ہوں

گے۔

تیسری رائے پر تبصرہ: تیسری رائے سے متعلق عرض یہ ہے کہ اتنی بات تو واضح ہے کہ صرف امام نوویؒ نے صحیح مسلم کے ابواب نہیں باندھے؛ بلکہ ان سے پہلے بھی صحیح مسلم کے عنوانات لگائے گئے ہیں، جیسا کہ ماقبل میں ذکر ہوا؛ البتہ یہ کہنا بے جا نہیں کہ ہمارے ہاں متداول نسخے کے عنوانات امام نوویؒ کے ہوں؛ کیونکہ خصوصاً ہمارے دیار میں بعد کے علماء نے صحیح مسلم کو امام نووی کی شرح کے ساتھ شائع کیا ہے؛ اس لیے ان کی طرف نسبت کی گئی ہے، ورنہ عنوانات لگانے والے اور حضرات بھی ہیں؛ بلکہ علامہ سیوطیؒ نے بعض اہلِ اندلس سے نقل کیا ہے کہ صحیح مسلم کے عنوانات قاضی عیاضؒ نے لگائے ہیں، ملاحظہ ہو:

"وذكر ابن دحية في شرح التحرير أن الذي ترجم أبوابه القاضي" (۳۳)

اسی طرح ابوالعباس احمد بن عمر القرطبی (۶۵۶ھ) نے مسلم کے ابواب ذکر کیے ہیں، ملا کاتب چلپیؒ فرماتے ہیں:

"شرح أبي العباس أحمد بن عمر بن ابراهيم القرطبي المتوفى سنة ست وخمسين وستمائة وهو شرح على مختصره له، ذكر فيه أنه لما لخصه ورتبه وبوبه شرح غريبه ونبه على نكت من اعرابه" (۳۴)

بلکہ صاحب کشف الظنون کے مطابق مسلم کے ابواب کئی حضرات نے لگائے ہیں۔ لکھتے ہیں: "ان مسلماً رتب كتابه على الأبواب ولكنه لم يذكر تراجمَ الابواب وقد ترجم جماعة أبوابه"۔(۳۵)

معلوم ہوا، مسلم کے ابواب وغیرہ کے عنوانات لگانے والے صرف امام نوویؒ نہیں ہیں؛ بلکہ ان سے پہلے بھی عنوانات لگائے گئے ہیں، جیسا کہ قاضی عیاضؒ متوفی ۵۴۴ھ اور ابوالعباس القرطبیؒ متوفی ۶۵۶ھ کے متعلق ماقبل میں گزرا۔ اس بات کی صراحت خود امام نووی نے بھی کی ہے کہ "مجھ سے پہلے بھی عنوانات لگائے گئے تھے؛ لیکن بعض سے مقصود ادا نہیں ہوتا تھا اور بعض کے الفاظ عمدہ نہ تھے؛ اس لیے میں نے یہ عنوانات قائم کیے ہیں"، فرماتے ہیں:

"وقد ترجم جماعة أبوابه بتراجم بعضها جيد وبعضها ليس بجيد اما لقصورٍ في عبارة الترجمة او لركاكة في لفظها واما لغير ذلک وأنا أحرص على التعبير عنها بعبارات تليق بها في مواطنها" (۳۶)

اس عبارت سے جہاں امام نوویؒ سے پہلے لگائے گئے تراجم ابواب کا پتہ چلتا ہے، یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ امام نووی کی شرح میں موجود تمام عنوانات امام موصوف کے قائم کردہ نہیں ہیں؛ بلکہ سابقہ عنوانات میں موصوف نے جہاں ضرورت محسوس کی، وہاں تبدیلی کی ہے؛ کیونکہ بعض عنوانات کو امام مرحوم نے خود جیّد (عمدہ) کہا ہے اور ظاہر ہے کہ جب عنوان عمدہ ہو تو اس کے تبدیل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ البتہ جن کے الفاظ عمدہ نہ تھے یا تعبیر میں نقص تھا، وہاں

عنوان تبدیل کیا؛ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام نووی نے تمام عنوانات نہیں لگائے؛ بلکہ جہاں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی، وہاں پر عنوان تبدیل کیا ہے۔

اس بات کی تائید دیگر شروحات میں موجود عنوانات سے بھی ہوتی ہے؛ کیونکہ ان کے بعض عنوانات اور امام نوویؒ کے قائم کردہ عنوانات میں اشتراک پایا جاتا ہے، مثلاً: "المفهم" میں "باب فضل مجالس الذکر، باب مایقول عند النوم وأخذ المضجع، باب فی الفتنة التی تموج کموج البحر، باب فی صفة الدجال وما یجیء معه من الفتن" کے ابواب علامہ ابو العباس قرطبیؒ نے قائم کیے ہیں، یہ عنوانات امام نوویؒ کی کتاب میں بھی اسی طرح موجود ہیں اور ابو العباس قرطبیؒ امام نوویؒ سے مقدم بھی ہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تمام عنوانات امام موصوف کے نہیں؛ بلکہ سابقہ ابواب میں کچھ تبدیلی کی ہے۔

امام نوویؒ کے تراجم ابواب: امام نوویؒ تراجم ابواب کے قائم کرنے میں کس قدر کامیاب رہے، اس کے متعلق عرض کرنے سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ تراجم نووی کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت اس قدر عطا فرمائی کہ ان کے بعد تراجم ابواب کی نسبت عموماً انہیں کی طرف کی جاتی ہے۔

لیکن نفس عنوانات کے بارے میں یہ بات ملحوظ رہے کہ امام نووی نے جو عنوانات قائم کیے ہیں، ان میں بسا اوقات فقہی مذہب کی طرف میلان پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ بسا اوقات عبارت حدیث سے صرف نظر کر کے عنوان قائم کر کے کسی ایسے مسئلہ کو ثابت کرتے ہیں، جو اس میں موجود نہیں ہوتا، مثلاً: حضرت وائل بن حجر کی "وضع یده الیمنی علی الیسری" والی حدیث پر عنوان قائم کیا "باب وضع یده الیمنی علی الیسری بعد تکبیرة الاحرام تحت صدره فوق سرته ووضعهما فی السجود علی الارض حذو منکبیه" اس حدیث میں کہیں پر "تحت صدره فوق سرته" کے الفاظ نہیں ہیں؛ لیکن باب میں اسے ذکر کیا ہے۔(۳۷)

اسی طرح "باب استحباب تحیة المسجد برکعتین و کراهة الجلوس قبل صلوتهما وانها مشروعة فی جمیع الأوقات" کا عنوان (مسلم:۱/۲۴۸) قائم کیا؛ حالانکہ "وانها مشروعة فی جمیع الأوقات" کتاب میں موجود دونوں روایتوں میں سے کسی میں نہیں ہے، اس قسم کی مثالیں امام نوویؒ کے عنوانات میں کافی موجود ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات نے فرمایا کہ تراجم نووی میں شافعیت کی بو ہے، جس سے امام مسلمؒ کے شافعی المسلک ہونے کا شبہ ہوتا ہے؛ جبکہ یہ بات درست نہیں، ملاحظہ ہو:

"تراجمه فیها نفس فقیه شافعی، ولعل هذا سبباً فی عد الامام مسلم شافعی المذهب، ولیس الأمر کذلک"(۳۸)

اسی وجہ سے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا قول بالکل درست ہے کہ "صحیح مسلم کے ابواب کا اب تک حق ادا نہ ہو سکا"۔

علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں:

"والانصاف انہ لم یترجم الی الیوم بما یلیق بشأن ھذا المصنف الجلیل"(۳۹)

اس کے علاوہ امام نوویؒ کے تراجم میں طوالت بھی بہت پائی جاتی ہے، جو بسا اوقات اکتاہٹ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

تعیین ابواب کے بارے میں علامہ سیوطیؒ کی رائے: علامہ سیوطیؒ کی رائے یہ ہے کہ امام مسلم کی کتاب کو بغیر عنوانات کے ویسے ہی چھوڑ دینا زیادہ بہتر ہے؛ تاکہ مصنف کی غرض برقرار رہے؛ چنانچہ فرماتے ہیں:

"وما یوجد فی نسخہ من الأبواب مترجمۃ فلیس من صنع المؤلف وانما صنعہ جماعۃ بعدہ وکان الصواب ترک ذلک"(۴۰)

لیکن علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی خواہش تھی کہ صحیح مسلم پر عنوانات قائم ہونے چاہئیں، یہی وجہ ہے کہ فرماتے ہیں:

"ولعل اللّٰہ یوفق عبداً من عبادہ لما یؤدی حقہ وبیدہ التوفیق"(۴۱)

بلکہ انہوں نے خود عنوانات قائم کرنا شروع بھی کیے؛ لیکن شرح کی تکمیل سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا، جس کی وجہ سے مکمل نہ کرسکے:

"وقد کانت للدیوبندی جھود مشکورۃ فی تراجم ھذا الصحیح، فقد أجاد فیھا، وزاد علی النووی زیادات حسنۃ وأبقی علی البعض الآ أن المنیۃ اخترمتہ قبل تمام الکتاب ولعلہ رجا أن یکون ذلک العبد الذی تحدث عنہ فی عبارتہ السابقۃ"(۴۲)

اللہ کرے کہ کوئی دوبارہ مختصر اور عمدہ الفاظ میں خوش اسلوبی کے ساتھ صحیح مسلم کو عنوانات سے مزین کرکے اس کمی کو پورا کردے۔ آمین

خلاصہ بحث: اس بحث سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ صحیح مسلم کے ابواب امام مسلمؒ نے خود قائم نہیں کیے، یہ ممکن ہے کہ کتب کے عنوانات انہوں نے قائم کیے ہوں؛ لیکن ذیلی عنوانات امام مسلمؒ کے بجائے دیگر کئی حضرات نے قائم کیے ہیں، جن میں قاضی عیاضؒ، علامہ ابو العباس قرطبیؒ، امام نوویؒ وغیرہ شامل ہیں اور ہمارے ہاں متداول نسخوں میں عنوانات امام نوویؒ نے قائم کیے ہیں؛ لیکن تمام عنوانات ان کے نہیں ہیں؛ بلکہ سابقہ عنوانات میں تبدیلی کی ہے؛ البتہ اب بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ صحیح مسلم کی احادیث پر مختصر اور عمدہ الفاظ میں عنوانات قائم کیے جائیں۔

حوالہ جات

۱۔تفسیر البغوی، سورۃ الاسراء، آیت:۵۵، ۳/۱۲۰، ط: دار المعرفۃ بیروت، روح المعانی، سورہ آل عمران:۳، ۳/۷۷، ط: مکتبہ امدادیہ، ملتان۔ ۲۔الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی، فصل فی أسماء السور:۱/۵۲، ط: سہیل اکیڈمی۔ ۳۔تاریخ القرآن وغرائب رسمہ، الفصل الرابع فی ترتیب آیات القرآن وسورہ:۷۵، ط: مصطفی البابی مصر۔ ۴۔سنن

الدارمی، کتاب الدیات، باب الدیۃ فی قتل العمد: ۲/ ۱۸۸، ط: دار احیاء السنۃ النبویۃ۔ ۵- سنن أبی داؤد، کتاب الزکوۃ، باب فی زکوۃ السائمۃ: ۲/ ۳۱۹، ط: مؤسسہ الریان بیروت۔ ۶- سنن الدارمی، کتاب الدیات، باب لایقتل مسلم بکافر: ۲/ ۱۹۰، ط: دار احیاء السنۃ النبویۃ۔ ۷- تبییض الصحیفۃ، الامام ابوحنیفہ أول من دوّن علم الشریعۃ: ۱۲۹، ط: ادارۃ القرآن کراچی۔ ۸- البحر الذی زخر فی شرح الفیۃ الاثر للسیوطی: ۲/ ۵۵۶، ط: مکتبہ الغرباء الاثریہ۔ ۹- البحر الذی زخر فی شرح الفیۃ الأثر للسیوطی: ۲/ ۵۵۶، ط: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ۔ ۱۰- مقدمۃ المحقق لاکمال المعلم، کتاب الاکمال وقیمتہ العلمیۃ: ۱/ ۲۴، ط: دارالوفاء۔ ۱۱- اکمال المعلم، کتاب الطہارۃ، باب التطییب بعد الغسل من الجنابۃ: ۲/ ۱۶۰، ط: دارالوفاء۔ ۱۲- سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر: ص: ۱۹، مجموعہ رسائل اللکنوی: ۳/ ۴۷۵، ط: ادارۃ القرآن کراچی۔ ۱۳- الامام مسلم بن الحجاج ومنہجہ فی الصحیح: ۱/ ۳۸۸، ط: دارالصمیعی۔ ۱۴- (ایضاً) ۱۵- رجال صحیح مسلم لابن منجویہ: ۱/ ۳۰، ط: دارالمعرفۃ بیروت۔ ۱۶- رجال صحیح مسلم لابن منجویہ: ۱/ ۱۰۹، ط: دارالمعرفۃ بیروت۔ ۱۷- الامام مسلم بن الحجاج ۱/ ۳۹۰-۳۹۱، ط: دارالصمیعی۔ ۱۸- مقدمۃ النووی علی شرح صحیح مسلم، فصل فی بیان عدد احادیث البخاری ومسلم دون المکررات: ۱/ ۱۳۸، ط: دارالمعرفۃ۔ ۱۹- مقدمۃ فتح الملہم، تراجم صحیح مسلم، ص: ۲۴۷، ط: مکتبۃ الحجاز ناظم آباد، کراچی۔ ۲۰- اکمال المعلم: ۲/ ۱۶۰، ط: دارالوفاء۔ ۲۱- مقدمۃ المحقق لاکمال المعلم: ۱/ ۲۴، ط: دارالوفاء۔ ۲۲- ایضاً: ۱/ ۴۰-۴۱، ط: دارالوفاء۔ ۲۳- صیانۃ صحیح مسلم من الأخلال والغلط، لابن الصلاح ۳۲، ط: دارالکتب العلمیۃ۔ ۲۴- النکت الوفیۃ للامام البقاعی: ۱/ ۱۱۹، ط: مکتبۃ الرشد۔ ۲۵- البحر الذی زخر فی شرح الفیۃ الاثر: ۲/ ۵۴۶، ط: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ۔ ۲۶- توضیح الأفکار: ۱/ ۴۶، ط: مطبعۃ السعادۃ، مصر ۱۳۶۶ھ۔ ۲۷- مقدمہ اکمال المعلم للقاضی عیاض: ۱/ ۸۰، ط: دارالوفاء۔ ۲۸- البحر الذی زخر: ۲/ ۵۵۳، ط: مکتبۃ الغرباء الأثریہ۔ ۲۹- ظفر الأمانی بشرح مختصر السید شریف جرجانی: ۱۲۵، ط: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب۔ ۳۰- الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج: ۱/ ۴۰، ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی۔ ۳۱- مقدمۃ المحقق لاکمال المعلم: ۱/ ۲۴، ط: دارالوفاء۔ ۳۲- الامام مسلم ابن الحجاج ۱/ ۳۸۸، ط: دارالصیمعی۔ ۳۳- البحر الذی زخر: ۲/ ۵۶۴، ط: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ مدینہ منورہ۔ ۳۴- کشف الظنون، الجامع الصحیح: ۱/ ۵۵۷، ط: مکتبۃ المثنی، بغداد۔ ۳۵- ایضاً: ۱/ ۵۵۶، ط: مکتبۃ المثنی، بغداد۔ ۳۶- مقدمہ النووی علی شرح مسلم، فصل فی بیان عدد احادیث البخاری ومسلم دون المکررات: ۱/ ۱۳۸، ط: دارالمعرفۃ۔ ۳۷- صحیح مسلم: ۱/ ۱۷۳، ط: قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ ۳۸- الامام مسلم بن الحجاج ومنہجہ فی الصحیح: ۱/ ۳۸۶، ط: دارالصمیعی۔ ۳۹- مقدمہ فتح الملہم، تراجم صحیح مسلم: ۲۴۷، ط: مکتبۃ الحجاز، کراچی۔ ۴۰- الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج: ۱/ ۴۰، ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ۔ ۴۱- مقدمۃ فتح الملہم، تراجم صحیح مسلم: ۲۴۷، ط: مکتبۃ الحجاز، کراچی۔ ۴۲- الامام مسلم بن الحجاج ۱/ ۳۸۷، ط: دارالصمیعی۔